

2 ایس سی آر

سپریم کورٹ رپورٹس

753

4 مئی 1961

از عدالت الاعظسی

شیو دھیان سنگھ اور دیگران

بنام

مسمات سانچارہ کور اور دیگران

(پی۔ بی۔ گجندر گڈ کار اور کے۔ این۔ وانچو۔ جسٹسز)

حتمی فرمان۔ فروخت سرٹیفکیٹ۔ جائیداد مکمل طور پر بیان کی گئی لیکن غلط نمبر دیا گیا۔ اگر صرف غلط وضاحت کی جائے۔

دعویٰ رہن میں فروخت کے حتمی فرمان میں اور فروخت کے سرٹیفکیٹ میں متنازعہ جائیداد کا نمبر 1060 کے بجائے نمبر 160 دیا گیا تھا جو اصل نمبر تھا حالانکہ اسے مکمل طور پر بیان کیا گیا تھا تا کہ اس کی شناخت واضح طور پر ثابت ہو سکے۔ درخواست گزاروں نے دلیل دی کہ اس پلاٹ کے حوالے سے کوئی حکم نامہ جاری نہیں کیا جاسکتا۔ ہائی کورٹ نے پایا کہ حتمی حکم نامے اور فروخت سرٹیفکیٹ میں نمبر 160 نمبر 1060 کے لئے غلطی تھی اور مخصوص کھاتہ میں کوئی پلاٹ نمبر 160 نہیں تھا۔ ہائی کورٹ نے مزید کہا کہ یہ غلط بیانی کا معاملہ ہے اور متنازعہ شناخت کا معاملہ نہیں ہے۔ دوسرے گروہ رکھنے والوں کی جانب سے یہ دعویٰ کیا گیا تھا کہ پہلے رہن کو دوسرے گروہ رکھنے والوں نے واپس کر دیا تھا حالانکہ ان کے رہن دستاویز میں پہلے کے رہن کے بارے میں کچھ بھی ذکر نہیں تھا اور نہ ہی اسے ادا کرنے کے لئے کوئی رقم باقی تھی۔

(1) ہائی کورٹ کا یہ کہنا درست تھا کہ یہ غلط بیانی کا معاملہ ہے اور چونکہ جائیداد کی شناخت اچھی طرح

سے ثابت ہے اس لئے اپیل کنندگان کی دلیل ناکام ہونی چاہئے۔

ٹھا کر برہما بنام جیبون ماروارے، (1913) ایل آر 41 آئی اے 38، گوسائن داس کنڈو بنام مرتن جوئے اگران سردار، (1913) 18 سی ایل جے 541، اس کے بعد۔

رام بھدرانا نیڈو بنام قادر و جاسمیع نائیکر، (1921) ایل آر 48 آئی اے 155، ممتاز۔

(ii) دوسرے رہن کی تخفیف کے بارے میں کسی معاہدے کی عدم موجودگی میں تخفیف کا سوال نہیں اٹھایا جاسکتا۔

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار : دیوانی اپیل نمبر 497 آف 57۔

پٹنہ ہائی کورٹ کے 10 اکتوبر 1955 کے فیصلے اور فرمان کے خلاف اپیل، 1947 کے اصل فرمان نمبر 483 سے اپیل میں۔

درخواست گزاروں کے لئے ایل کے جھا اور پی کے چیٹرجی۔

جواب دہندگان نمبر 1 سے 7 کے لئے اے وی وشونا تھ شاستری اور آر سی پرساد۔

4 مئی 1961ء کو عدالت کا فیصلہ سنایا گیا۔

جسٹس وانچو۔ یہ پٹنہ ہائی کورٹ کی طرف سے دیے گئے سرٹیفکیٹ پر اپیل ہے۔ مدعا علیہان نے زمین کے دس پلاٹوں کے حوالے سے مقدمہ دائر کیا اور دعویٰ کیا کہ یہ جائیداد ان کی ہے اور مدعا علیہان اور اپیل کنندگان کو نکال کر پلاٹوں پر قبضہ کرنے اور منافع کمانے کی درخواست کی۔ درخواست گزاروں کے علاوہ، مقدمے میں مدعا علیہان کا ایک اور گروپ بھی تھا جن سے مدعا علیہان نے جائیداد خریدی تھی۔ مدعا علیہان کا مقدمہ یہ تھا کہ اپیل کنندگان نے دیگر مدعا علیہان سے رہن بانڈ پر قرض لیا تھا جس کی بنیاد پر ان مدعا علیہان نے 1932 میں مقدمہ دائر کیا تھا۔ یہ مقدمہ اپیل کنندگان کے خلاف فیصلہ سنایا گیا تھا اور اس کے

بعد دیگر مدعا علیہان نے گروی رکھی گئی جائیداد کو نیلامی کے ذریعے فروخت کیا اور اسے 1936 میں خود خرید لیا۔ اس کے بعد دیگر مدعا علیہان نے جائیداد پر قبضہ کر لیا، جس کی فراہمی عدالت نے کی۔ دیگر مدعا علیہان اس وقت تک اس جائیداد پر قابض رہے جب تک کہ انہوں نے اسے 1943 میں مدعا علیہان کو فروخت نہیں کیا۔ اس کے بعد جواب دہندگان جائیداد کے قبضے میں آگئے۔ تاہم درخواست گزاروں نے 1942 سے پریشانی پیدا کرنا شروع کر دی۔ مدعا علیہان کو فروخت کرنے کے بعد درخواست گزاروں نے مزید پریشانی پیدا کی جس کی وجہ سے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 144 کے تحت فوجداری عدالت میں کارروائی کی گئی اور اپیل کنندگان کو متنازعہ جائیداد میں جانے سے منع کر دیا گیا۔ بعد میں اپیل کنندگان کو ضابطہ فوجداری کی دفعہ 107 کے تحت امن برقرار رکھنے کا پابند کیا گیا 1945 میں اس جائیداد کے سلسلے میں ایک قتل ہوا تھا جس کی وجہ سے کچھ اپیل کنندگان پر سیشن کورٹ نے مقدمہ چلایا تھا لیکن انہیں بری کر دیا گیا تھا۔ 1945 میں ان پلاٹوں کی فصل کو لے کر مزید پریشانیاں پیدا ہوئیں۔ آخر کار سیشن عدالت کی جانب سے بری کیے جانے کے بعد درخواست گزاروں نے مدعا علیہان کو زبردستی بے دخل کر کے جائیداد پر قبضہ کر لیا جس کے نتیجے میں مدعا علیہان نے مقدمہ دائر کیا جس میں سے یہ اپیل جولائی 1946 میں سامنے آئی۔

مدعا علیہان نے بڑی تعداد میں بنیادوں پر اس مقدمے کی مخالفت کی تھی جس سے ہمیں اب کوئی سروکار نہیں ہے۔ درخواست گزاروں کے وکیل نے ہمارے سامنے صرف ایک نکتہ پیش کیا ہے جو دس میں سے تین پلاٹوں کے بارے میں ہے جو مقدمے کا موضوع تھے۔ ٹرائل کورٹ نے مدعا علیہان کی جانب سے پیش کیے گئے مقدمے کو قبول کرتے ہوئے مقدمے کو قبضے میں لینے کا حکم دیا اور حکم دیا کہ منافع کا تعین بعد میں کیا جائے گا۔ اس کے بعد موجودہ اپیل کنندگان کی طرف سے ہائی کورٹ میں اپیل کی گئی تھی۔ ہائی کورٹ نے اپیل مسترد کر دی سوائے ایک پلاٹ کے جس کے سلسلے میں مدعا علیہان کا مقدمہ خارج کر دیا گیا تھا۔ چونکہ حکم نامہ مختلف تھا اس لئے ہائی کورٹ نے ایک سرٹیفکیٹ جاری کیا۔ اور اس طرح موجودہ اپیل ہمارے سامنے آئی ہے۔

ہم پہلے ہی نشاندہی کر چکے ہیں کہ درخواست گزاروں کے فاضل وکیل نے ہمارے سامنے اپنے دلائل صرف تین پلاٹوں یعنی 1060، 427 اور 1128 تک محدود کر دیے ہیں، جن میں سے دس پلاٹ درج ذیل عدالتوں میں متنازعہ تھے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ کسی بھی صورت میں مندرجہ ذیل عدالتیں ان تین پلاٹوں کے سلسلے میں مدعا علیہان کو قبضہ دینے میں غلط تھیں۔ لہذا ہم صرف ان تین پلاٹوں کے بارے میں

اٹھائے گئے اعتراضات سے نمٹنے کی تجویز پیش کرتے ہیں۔

ری۔ پلاٹ نمبر 1060۔

اس پلاٹ کے حوالے سے درخواست گزاروں کی جانب سے دلیل یہ ہے کہ اسے نہ تو مدعا علیہان کے حق میں فروخت کے حتمی فرمان میں شامل کیا گیا تھا اور نہ ہی فروخت کے سرٹیفکیٹ میں۔ لہذا، اس پلاٹ کے حوالے سے مدعا علیہان کے حق میں حکم جاری کرنے کے لیے مندرجہ ذیل عدالتوں کے لیے یہ کھلا نہیں تھا۔ حتمی فرمان دس پلاٹوں پر مشتمل ہے۔ اس میں توزی نمبر کو خسرہ نمبر، کھاتہ نمبر، سروے نمبر، رقبہ اور ہر پلاٹ کی حدود دی گئی ہیں۔ حتمی فرمان میں جن دس پلاٹوں کا ذکر کیا گیا ہے ان میں سے ایک پلاٹ نمبر 160 ہے، لیکن نمبر 1060 والا کوئی پلاٹ نہیں ہے۔ سیل سرٹیفکیٹ میں بھی انہی دس پلاٹوں کا ذکر ہے۔ فروخت کے سرٹیفکیٹ میں کھٹا نمبر، پلاٹ نمبر، رقبہ اور ہر پلاٹ کی حدود شامل ہوتی ہیں۔ وہاں بھی ہمیں نمبر 160 لیکن نمبر 1060 ملتا ہے۔ ہائی کورٹ نے کہا ہے کہ حتمی فرمان اور سیل سرٹیفکیٹ میں نمبر 1060 160 کی غلطی ہے۔ اس میں مزید کہا گیا ہے کہ یہ غلط بیانی کا معاملہ ہے اور متنازعہ شناخت کا معاملہ نہیں ہے، کیونکہ اس معاملے میں حتمی فرمان میں شامل اور فروخت سرٹیفکیٹ کے ذریعے فروخت کیے گئے پلاٹ کی شناخت غیر یقینی نہیں ہے۔ اس میں نشاندہی کی گئی ہے کہ آخری فرمان اور فروخت کے سرٹیفکیٹ میں جو کھاتہ نمبر، رقبہ اور حدود دی گئی ہیں وہ کھاتہ نمبر، رقبہ اور پلاٹ نمبر 1060 کی حدود سے مطابقت رکھتی ہیں۔ اس میں یہ بھی نشاندہی کی گئی ہے کہ مدعا علیہان کے پیشروؤں کو قبضہ کی فراہمی کی رٹ میں اور ساتھ ہی مدعا علیہان کے حق میں فروخت کے دستاویز میں صحیح پلاٹ (یعنی 1060) کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ہائی کورٹ نے یہ بھی نشاندہی کی ہے کہ کھاتہ نمبر 97 میں نمبر 160 والا کوئی پلاٹ نہیں ہے۔ لہذا، حتمی فرمان میں دیے گئے کھاتہ نمبر، رقبہ اور حدود اور سیل سرٹیفکیٹ نمبر 1060 کے ساتھ، شناخت واضح طور پر قائم ہے اور حتمی فرمان کے ساتھ ساتھ پلاٹ نمبر سے ایک صفر کو خارج کر کے فروخت کے سرٹیفکیٹ میں پلاٹ کی صرف غلط وضاحت کی گئی ہے۔

اس سلسلے میں، اپیل کنندگان کے وکیل رام بھدم نائیڈو بنام کادی ریامی نائیکر (1921) ایل آر 48 آئی اے 155) پر انحصار کرتے ہیں۔ اس معاملے میں یہ کہا گیا تھا کہ "فروخت کے سرٹیفکیٹ مالکانہ حق کی دستاویزات ہیں جن کو ہلکے سے نہیں سمجھا جانا چاہئے یا ڈھیلا نہیں سمجھا جانا چاہئے۔ یہ بھی کہا گیا تھا کہ اگر مورگج فرمان کے تحت فروخت پر خریدار کو فروخت کا سرٹیفکیٹ دیا گیا ہے جس میں واضح طور پر کچھ جائیداد شامل ہے اور اسے قبضے میں رکھا گیا ہے، تو مورٹیگ اگر کے نمائندے کی جانب سے بعد میں دائر مقدمے میں

عدالت کے سامنے یہ واضح نہیں ہے کہ وہ رہن دستاویز کے حوالے سے یہ کہے کہ مذکورہ جائیداد اس حکم نامے کے تحت فروخت نہیں کی گئی تھی۔ تاہم اس معاملے کے حقائق موجودہ کیس کے حقائق سے بہت مختلف تھے۔ وہاں آواس کو کیا ہوا تھا کہ گروی رکھنے میں پنائی زمینیں بھی شامل تھیں جو مرنے والے کی تھیں اور جو اس کے لطف میں تھیں۔ لیکن گروی رکھنے کی تاریخ پر کچھ پنائی زمینیں ایور کو مردہ شخص کے لطف میں نہیں آتی ہیں۔ تاہم جب فروخت کی کارروائی عمل میں لائی گئی تو اس شخص کو فروخت کرنے کا حکم دیا گیا جو پنائی کی کچھ زمینوں کو گروی رکھنے کی تاریخ پر آواس کو ہلاک کر دیا گیا تھا اور حتمی فرمان کے ساتھ ساتھ پھانسی کی کارروائیوں میں مرنے والے کی تمام پنائی زمینوں کو فروخت کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ مورٹگا گرنے اعتراض کیا کہ کچھ پنائی نے ایوری کورہن کے باہر زمین دی اور فروخت کے لئے ذمہ دار نہیں تھے۔ آواس نے اس اعتراض کی اجازت نہیں دی اور تمام پنائی زمینوں کو فروخت کر دیا گیا اور فروخت کے سرٹیفکیٹ میں شامل کیا گیا اور اس کا قبضہ خریداروں کو پہنچا دیا گیا۔ ان حالات میں پر یوی کونسل نے کہا کہ یہ معلوم کرنے کے لئے گروی رکھنے کے دستاویز پروا پس جانا ممکن نہیں ہے کہ کیا فروخت کیا گیا ہے۔ یہ بھی کہا گیا تھا کہ ضابطہ دیوانی کی 77ھ کے پیش نظر حالات میں کوئی مقدمہ نہیں چل سکتا ہے۔

موجودہ اپیل میں مدعا علیہان کے فاضل وکیل نے ہمیں فروخت کے سرٹیفکیٹ اور فروخت کے حتمی فرمان سے آگے جانے کے لیے نہیں کہا۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ دونوں دستاویزات میں پلاٹ نمبر کی محض غلط وضاحت ہے اور فروخت ہونے والے پلاٹ کی شناخت ان حالات سے واضح ہے جو ہم پہلے ہی اوپر بیان کر چکے ہیں۔ وہ ٹھا کر برمہا بمقابلہ جین رام، مارواڑی (1913) ایل آر 41 آئی اے (38) پر انحصار کرتے ہیں۔ اس معاملے میں جو کچھ ہوا وہ یہ تھا کہ مقروض کے پاس ایک محل تھا جس میں دس انوں کا حصہ گروی رکھا گیا تھا جبکہ بقیہ رقم قرضوں سے آزاد تھی۔ اس کے منسلک قرض دہندہ نے گروی رکھے گئے حصص میں سے چھ انا کا حصہ فروخت کے لئے رکھ دیا۔ ضبط کی گئی جائیداد فروخت کر دی گئی۔ جب نیلامی کے خریداروں نے فروخت کے سرٹیفکیٹ کے لئے درخواست دی تو انہوں نے الزام لگایا کہ فروخت کی جانے والی جائیداد کے شیڈول میں غلطی کی گئی ہے جس میں چھ انا حصص کی وضاحت سے لفظ "نہیں" خارج کر دیا گیا ہے اور یہ کہ جائیداد کو چھ انوں کے طور پر بیان کیا جانا چاہئے تھا جو گروی نہیں تھے۔ ان کی اس درخواست کو پھانسی دینے والی عدالت نے منظور کر لیا اور ہائی کورٹ میں اپیل ناکام ہو گئی۔ پر یوی کونسل میں اپیل پر یہ کہا گیا تھا کہ عدالتی فروخت میں صرف ضبط شدہ جائیداد کو فروخت کیا جاسکتا ہے اور اس جائیداد کو حتمی طور پر اس

شیڈول کے مطابق بیان کیا جاتا ہے جس کے تحت ضبطی کا حوالہ دیا گیا ہے، یعنی چھ انا کا حصہ موجودہ گروی رکھنے سے مشروط ہے۔ اس لئے پریوی کونسل نے اپیل کی اجازت دے دی اور کہا کہ غلط بیانی کے معاملے کو محض بے قاعدگی سمجھا جاسکتا ہے، لیکن ان کے سامنے جو معاملہ ہے وہ شناخت کا معاملہ ہے نہ کہ غلط بیانی کا۔ اس بات کی نشاندہی کی گئی کہ شیڈول میں مکمل طور پر شناخت کی گئی پر اپریٹی کو کچھ معاملات میں غلط بیان کیا جاسکتا ہے، جو ایک مختلف معاملہ ہوگا۔ اس طرح اس فیصلے کا اثر یہ ہے کہ جہاں شناخت کے بارے میں کوئی شک نہیں ہے اور صرف غلط بیانی ہے جسے محض بے قاعدگی سمجھا جاسکتا ہے۔ ایک اور کیس جس پر مدعا علیہان کی طرف سے بھروسہ کیا گیا ہے وہ گوسائن داس کنڈو بنام مرتجوئے اگنان سردار (1918) سی ایل جے 541 ہے۔ اس صورت میں فروخت کی گئی زمین کو سرحدوں اور علاقے کے لحاظ سے بیان کیا گیا تھا۔ لیکن ایسا لگتا ہے کہ یہ علاقہ غلط تھا۔ اسے علاقے کی غلط وضاحت کا معاملہ قرار دیا گیا تھا اور سرحدوں کو غالب رکھا گیا تھا۔

ہماری رائے ہے کہ موجودہ کیس غلط بیانی کے معاملے سے مماثلت رکھتا ہے۔ جیسا کہ پہلے ہی علاقے کی نشاندہی کی جا چکی ہے، کھاتہ نمبر اور حدود سب پلاٹ نمبر 1060 کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور ہوا یہ ہے کہ پلاٹ نمبر لکھنے میں ایک صفر غائب ہو گیا ہے 1060 جو 160 ہو گیا ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ کھاتہ نمبر 97 میں نمبر 160 والا کوئی پلاٹ نہیں ہے۔ ان حالات میں ہماری رائے یہ ہے کہ ہائی کورٹ کا یہ کہنا درست تھا کہ یہ صرف غلط بیانی کی آسانی ہے اور فروخت کی گئی جائیداد کی شناخت اچھی طرح سے قائم ہے یعنی یہ پلاٹ نمبر 1060 ہے۔ اگر فروخت کے حتمی فرمان اور فروخت کے سرٹیفکیٹ میں کوئی حد نہیں دی گئی ہوتی اور صرف پلاٹ نمبر کا ذکر ہوتا تو معاملہ مختلف ہو سکتا تھا۔ لیکن جہاں ہمارے پاس حدود اور پلاٹ نمبر دونوں ہیں اور حالات اس معاملے کی طرح ہیں، پلاٹ نمبر میں غلطی کو محض غلط بیانی کے طور پر سمجھا جانا چاہئے جو فروخت شدہ جائیداد کی شناخت کو متاثر نہیں کرتا ہے۔ لہذا اس سازش کے حوالے سے اپیل کنندگان کی دلیل ناکام ہونی چاہیے۔

ری پلاٹ نمبر 427

یہ پلاٹ اصل میں 1920 میں دیگر مدعا علیہان کے ساتھ 400 روپے میں دو دیگر پلاٹوں کے ساتھ گروی رکھا گیا تھا۔ بعد ازاں اس پلاٹ کو 1927ء میں رمضان میاں اور ایک اور پلاٹ 2500 روپے میں گروی رکھ دیا گیا۔ اس مورگیج ڈیڈ سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ دیگر مدعا علیہان کے پاس گروی رکھے گئے پلاٹوں کو چھڑانے کے لئے گروی رکھنے والوں کے پاس کوئی رقم باقی رہ گئی تھی۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ

رمضان میاں کے حق میں گروی رکھنے کے فوراً بعد، نظام الدین اور شمس الدین کے ذریعے دیگر مدعا علیہان کے حق میں گروی رکھنے کی رقم کی ادائیگی کی گئی۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ادائیگی رمضان میاں کی جانب سے کی گئی تھی اور اس لیے جہاں تک اس پلاٹ کا تعلق ہے تو دیگر مدعا علیہان کی جگہ رمضان میاں اور دیگر کوسبرو گیٹ کیا گیا تھا۔ مزید برآں اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ رمضان میاں اور دیگر کو 1932 کے مقدمے میں فریق نہیں بنایا گیا تھا اور اس بات کو ظاہر کرنے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے کہ 1932 میں دس پلاٹوں کی فروخت کے لئے مقدمہ لایا گیا تھا تو رمضان میاں اور 1927 میں ایک اور پلاٹ کے حق میں کی گئی گروی رکھ دی گئی تھی اور لہذا اس مقدمے میں عملدرآمد کی کارروائی میں خریدار صرف جائیداد گروی رکھ کر حاصل کر سکتے تھے۔

رمضان میاں اور ایک اور درخواست گزاروں کو بے دخل نہیں کر سکتے تھے، اگر وہ رمضان میاں اور دیگر کو گروی رکھ کر قبضے میں تھے۔ جواب میں مدعا علیہان کے وکیل نے موقف اختیار کیا کہ جہاں تک درخواست گزاروں کا تعلق ہے تو اس پلاٹ میں ان کا حق اور مالکانہ حق مکمل طور پر ختم ہو چکا ہے اور یہ اپیل گزاروں کا کام نہیں ہے کہ وہ رمضان میاں اور دیگر کی جانب سے ادا کیے گئے گروی رکھنے کے حوالے سے استثنیٰ کے کسی حق کا دعویٰ کریں۔ مزید یہ کہ اس ریکارڈ پر یہ ظاہر کرنے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے کہ 1932 میں جب مقدمہ دائر کیا گیا تھا تو رمضان میاں اور ایک اور گروی تھا اور درخواست گزار رمضان میاں اور ایک اور کی طرف سے قبضے میں تھے۔ لہذا درخواست گزار پلاٹ نمبر 427 پر قبضے کا کوئی دعویٰ پیش نہیں کر سکے اور اگر رمضان میاں اور کسی اور کا کوئی دعویٰ ہے تو وہ اپنے مفادات کا خیال رکھ سکتے ہیں، بھلے ہی انہیں 1932 کے مقدمے میں فریق نہ بنایا گیا ہو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ان کے رہن میں ان کے حقوق برقرار رہیں گے اور اگر وہ قانون کے تحت جواب دہندگان کے خلاف کر سکتے ہیں تو وہ انہیں نافذ کر سکتے ہیں۔ لیکن درخواست گزار مدعا علیہان کے کیس کو شکست دینے کا اپنا دعویٰ پیش نہیں کر سکتے۔

ہماری رائے ہے کہ اپیل کنندگان کی طرف سے اٹھائے گئے ان اعتراضات میں کوئی طاقت نہیں ہے۔ سب سے پہلے تو یہ سمجھنا مشکل ہے کہ درخواست گزار رمضان میاں اور دوسرے کی جانب سے استثنیٰ کا سوال کیسے اٹھا سکتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ رمضان میاں اور دوسرے کو صرف 1920ء کے رہن داروں کے حقوق کے تابع کیا جاسکتا تھا جن کے رہن کی ادائیگی انہوں نے کی تھی اگر ان کے رہن میں کوئی معاہدہ ہو کہ انہیں اس طرح محکوم کر دیا جائے گا۔ ہم اس طرح کے معاہدے کا اندازہ لگا سکتے تھے اگر رمضان میاں کے پاس کوئی رقم باقی رہ گئی ہوتی اور دوسرا سابقہ گروی رکھنے کے لئے۔ ان کے حق میں 1927 کے رہن کی

دستاویز میں پہلے کے رہن کے بارے میں کچھ بھی نہیں کہا گیا ہے۔ ان حالات میں درخواست گزاروں کے لیے رمضان میاں اور کسی اور کی جانب سے یہ نکتہ ہمارے سامنے اٹھانے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جہاں تک اس دلیل کا تعلق ہے کہ رمضان میاں اور ایک اور کورہن کیس میں فریق نہیں بنایا گیا تھا اور اس وجہ سے ان کے حقوق متاثر نہیں ہوتے ہیں اور اگر درخواست گزاروں کے پاس رمضان میاں اور کسی اور سے زمین تھی تو وہ اب بھی قبضے کے حقدار ہوں گے اور انہیں بے دخل نہیں کیا جاسکتا ہے، تو یہ کہنا کافی ہے کہ یہ دلیل اس وقت بھی اٹھائی جاسکتی ہے جب یہ ثابت ہو جائے کہ 1927 کا رہن اس وقت بھی موجود تھا جب مقدمہ چل رہا تھا۔ 1932 میں لایا گیا۔ تاہم اس حوالے سے کوئی ثبوت موجود نہیں اور ہم نہیں جانتے کہ رمضان میاں اور ایک اور شخص کا رہن 1932 میں باقی تھا یا نہیں۔ اس کے علاوہ ہائی کورٹ کا نتیجہ یہ ہے کہ ریکارڈ پر جو بھی ثبوت موجود ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ 1935 میں درخواست گزاروں کے پاس پلاٹ نمبر 427 کا قبضہ تھا۔ ان حالات میں ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ رمضان میاں اور ایک اور پلاٹ کا رہن 1932 میں چل رہا تھا جب مقدمہ دائر کیا گیا تھا اور درخواست گزاروں کے پاس رمضان میاں اور دوسرے کی جانب سے یہ پلاٹ تھا۔ لہذا درخواست گزار اس بنیاد پر قبضے کے لیے مدعا علیہان کے دعوے کی مخالفت نہیں کر سکتے کہ انہوں نے یہ پلاٹ رمضان میاں کی جانب سے رکھا ہوا ہے اور ریکارڈ پر اس کا کوئی ثبوت موجود نہیں ہے۔ لہذا پلاٹ نمبر 427 کے حوالے سے درخواست گزاروں کی دلیل بھی ناکام ہونی چاہیے۔

ری پلاٹ نمبر 1128

اس پلاٹ کے حوالے سے درخواست گزاروں کا معاملہ پلاٹ 427 کے حوالے سے کیس سے ملتا جلتا ہے۔ ان حالات میں اس سازش کے حوالے سے اپیل کنندگان کی دلیل بھی ناکام ہونی چاہیے۔ چونکہ ہمارے سامنے کوئی اور نکتہ پیش نہیں کیا گیا تھا، اس لیے پوری اپیل ناکام ہو جاتی ہے۔ لہذا ہم قیمت کے ساتھ اپیل کو مسترد کرتے ہیں۔

اپیل خارج کر دی گئی۔